امام زہری و امام طبری

حدیث و سیرت کے مدون اول

تفسیر و تاریخ کے مدون اول

تصویر کا دوسرا رخ

محدث العصر جامع العلوم

حضرت علامہ تمنا عمادی

اور

دیگر علمائے کرام

ناشر

الرحمن پبلشنگ ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

۲-۷-۱ے بلاک ۱، ناظم آباد، کراچی ۷۴۶۰۰

امام زہری و امام طبری

حدیث و سیرت کے مدوّن اوّل

تفسیر و تاریخ کے مدوّن اوّل

تصویر کا دوسرا رُخ

از

محدّث العصر جامع العلوم

حضرت علامہ تمنّا عمادی

اور

دیگر علمائے کرام

ناشر

الرحمٰن پبلشنگ ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

۳-۷-اے بلاک نمبر ۱- ناظم آباد- کراچی ۷۴۶۰۰

فون نمبر ۶۲۱۴۴۹

نام کتاب ـــــ امام زہری حدیث و سیرت کے مدوّن اوّل
و امام طبری تفسیر و تاریخ کے مدوّن اوّل
تصویر کا دوسرا رخ

مؤلف ـــــ علامہ تمنّا عمادی مجیبی رح

صفحات ـــــ ۲۶۴

قیمت کتاب ـــــ پچاسی روپیہ صرف (۸۵/=)

کتابت ـــــ کمپیوٹرائزڈ

مطبع ـــــ روحانی ڈائجسٹ - ناظم آباد

ناشر

الرحمٰن پبلشنگ ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

مکان نمبر ۳ - ۲ - اے - بلاک نمبر ۱ - ناظم آباد ـــــ کراچی ۷۴۶۰۰

فون: ۶۲۱۴۳۹ — ۶۲۶۸۴۰

اس سے بھی مرسل روایت کر سکتے تھے جبکہ ارسال کے خوگر تھے مگر محدثین جو ان کی مُسند حدیثوں کو مُسند مانتے ہیں، وہ بھی اس کا اعتراف کرتے ہیں کہ ان کی جتنی حدیثیں ہیں۔ ان میں صرف آدھی ہی حدیثیں مسند ہیں، باقی سب مرسل ہیں۔ چنانچہ امام ذہبی تذکرۃ الحفاظ جلد۲ صـ۱۰۶ میں لکھتے ہیں کہ ابو داؤد نے کہاکہ زہری کی حدیثیں بائیس سو (۲۲۰۰) ہیں، جن میں نصف مُسند ہیں باقی سب مرسل۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ شاید ہی بیس فیصدی متصل ہوں۔

زہری اور ادراج

زہری کی عادت ادراج کی بھی تھی۔ ادراج کہتے ہیں۔ حدیث میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم کے الفاظ کے ساتھ اپنے الفاظ ملا دینے کو۔ یعنے حدیث میں اپنی طرف سے کچھ الفاظ درج کر دینا۔ کتاب المعتصر من المختصر صـ۱۲۵ میں ۔ زہری کے متعلق لکھتے ہیں۔ کان یخلطُ کلامہٗ بالحدیث ولذٰلکَ قال موسٰی بن عقبۃ افصل کلامَ رسول اللہ من کلامِکَ یعنے زہری حدیث میں اپنی بات ملا دیا کرتے تھے، اسی لئے موسٰی بن عقبہ نے ایک بار زہری کو ڈانٹا تھا کہ تم رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم کے کلام کو اپنے کلام سے الگ رکھا کرو۔ غالباً اس واقعہ کے بعد موسٰی بن عقبہ نے جو کتاب زہری سے لکھی تھی جس کی صحت کا اعتراف یحیٰی بن معین نے کیا تھا۔ اس کو ضائع کر دیا۔ اور اسی لئے اسمٰعیلی نے کہاکہ موسٰی بن عقبہ نے زہری سے کچھ بھی نہیں سنا یعنے جو سنا تھا اس کو باقی نہیں رکھا۔ دیکھو تہذیبُ التہذیب ترجمہ موسٰی بن عقبہ جلد۲۰ صـ۳۶۲)

زہری اور تدلیس

حافظ ابن حجر رح عسقلانی اپنی کتاب طبقات المدلسین صـ۱۵ مطبوعہ مصر میں زہری کا بھی ذکر فرماتے ہیں:۔

وصفہ الشافعی وَالدارقطنی وغیر واحد بالتدلیس۔ یعنے: امام شافعیؒ دارقطنی اور متعدّد لوگوں نے زہری کو "تدلیس" کی صفت سے متصف کیا ہے۔

تدلیس کیا ہے؟

راوی اپنے شیخ یا سلسلۂ روایت کے کسی نام میں ایسی کوئی صُورت قصداً اختیار کرے جس سے اس کی اصلی

اگرچہ میرے نزدیک سہو وخطا ونسیان کی وجہ سے جو ارسال کی صورت پیدا ہو، اس کو انقطاع کہنا چاہیئے اور بالقصد ایسی صورت جان بوجھ کر اختیار کی جائے۔ جیساکہ زہری کرتے تھے جس کی شہادت بروایت ابن ابی خیثمہ یحییٰ بن سعید کے قول سے میں نے پیش کی۔ اس کو ضرور ارسال کہنا چاہیئے۔ غرض بالقصد جب ارسال کیا جائے تو یقیناً یہ بھی اسنادی تدلیس کی ایک قسم ہے اور یقیناً یہ بھی ایک طرح کا کذب و دجل ہے۔ جس سے چشم پوشی کھلی ہوئی مداہنت فی الدین ہے۔

ائمۂ رجال کی حد سے زیادہ چشم پوشی

ایسا نہ تھا کہ متقدمین ائمۂ حدیث اور رجال زہری کی ان تمام باتوں سے ناواقف تھے وہ خوب جانتے تھے کہ ان کا نسبًا" زہری ہونے کا دعویٰ صحیح نہیں اور ان کا نسب نامہ جو بیان کیا جاتا ہے، قابل اعتبار نہیں، اسی لئے صرف ان کے اور ان کے بھائی بھتیجے تک کے نام کے ساتھ تو ان کی طرف منسوب کردہ سلسلۂ نسب لکھ دیتے ہیں مگر جہاں قریش یا بنی زہرہ کا شجرۂ نسب لکھتے ہیں وہاں ان کی بو بھی پہنچنے نہیں دیتے۔ وہ ان کے فتنہ ارسال سے بھی خوب آگاہ تھے۔ مگر زیادہ حضرات تو خاموش ہی رہے۔ صرف یحییٰ بن سعید نے جرأت کرکے مرسلاتہ بمنزلۃ الریح کہہ دیا اور غنیمت ہے کہ ان کے ہمعصروں نے اس کو سن لیا اور کچھ برافروختہ نہ ہوئے۔ ان کی تدلیس سے بھی سب کے سب باخبر تھے۔ مگر صرف امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے علی الاعلان مدلس کہا اور پھر بعض دوسرے محدثین نے بھی اس کا اعتراف کرلیا۔ یعنی دبی زبان سے ان کو مدلس بھی تسلیم کرلیا۔ اور مرسل روایت کرنے والا تو علی الاعلان سب تسلیم کرہی رہے ہیں۔ اس سے زیادہ اور کیا کہہ سکتے تھے سب کے سب تو ان کے تلامذہ ہی میں تھے۔ یا تلامذہ کے تلامذہ ہیں۔ سب سے پہلے جامع حدیث بھی تھے۔ حدیثوں کا سب سے بڑا ذخیرہ محدثین کو انہیں سے ملا۔ اگر ان کو سرے سے ناقابل اعتبار کہہ دیتے تو پھر حدیثوں کے ان ذخیروں سے جو ان کے ذریعہ سے ملا، ہاتھ دھو لینا پڑتا۔ اتنی باتیں جو عام طور سے بہ خاص و عام میں مشہور تھیں۔ ان کا اعتراف بھی مجبوراً کیا۔ اور پھر ان کے فضائل و مناقب کے گیت گانے لگے۔

عبدالرحمٰن بن مہدی کہتے ہیں کہ امام مالک رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ ابن شہاب کہتے تھے کہ مَیں نے کبھی کسی عالم سے کچھ دریافت نہیں کیا۔ (تہذیبُ التہذیب ترجمہ زہری جلد ۹ صہ ۴۴۸ اور جلد ۴ صہ ۲۲۵ ترجمہ اعمش میں لکھا ہے کہ یحییٰ بن معین کے سامنے کسی نے کہا کہ ابن شہاب زہری، اعمش کیطرح ہیں۔ تو ابن معین نے کہا کہ کیا واسطہ! زہری ایک دنیادار تھے، دنیاوی عزّت و وجاہت کے طالب، خلفاء کی خدمت گذاری میں رہا کرتے تھے بخلاف اعمش کے کہ یہ ایک فقیر آدمی تھے۔ سلاطین و اُمراء کے درباروں سے کنارہ کش پرہیزگار اور عالم قرآن حکیم تھے۔

تہذیبُ التہذیب جلد ۹ صہ ۴۰۹ میں ان کا قول نقل کیا ہے کہ یہ فرماتے ہیں:-

"علم حدیث جتنا ہم نے پھیلایا ہے کسی نے بھی نہیں پھیلایا اور جس قدر ہم نے خرچ کیا کسی نے بھی نہیں خرچ کیا"

ان کا حافظہ بہت قوی تھا۔ ہشام بن عبدالملک نے اپنے ایک لڑکے کے لئے کچھ حدیثیں لکھ دینے کے لئے ان سے فرمائش کی۔ تو انہوں نے زبانی چارسو حدیثیں اسی مجلس میں لکھوا دیں۔ کچھ دنوں کے بعد ہشام نے کہا کہ وہ جو تم نے لکھوا دیا تھا، کھو گیا پھر لکھوا دو، تو انہوں نے پھر لکھوایا۔ پہلے مسوّدے سے ملایا گیا۔ تو ایک حرف کا بھی فرق نہ تھا۔ صالح بن کیسان نے کہا کہ ہم اور زہری ساتھ ساتھ حدیثیں لکھتے تھے تو جو کچھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم کے سنن ملے۔ ان کو تو ہم دونوں نے لکھا مگر جب آثار صحابہ رضی اللہ عنہم ملے تو زہری نے لکھا اور ہم نے نہیں لکھا۔ بعد کو غور کیا تو معلوم ہوا کہ انہوں نے اچھا کیا اور ہم نے مواقع کو ضائع کیا۔

واضح رہے کہ ابن شہاب زہری کی دیانت پر حملہ نہیں کر رہا ممکن ہے انہوں نے نیک نیتی سے حدیثیں جمع کرنا شروع کیں، مگر آغازِ کار کے وقت ایسے کاموں میں بے احتیاطی ضرور ہوا کرتی ہے۔ حدیثوں کے لکھنے کی ممانعت کا غلغلہ اس زمانے میں عام تھا۔ اس لئے انہوں نے جس سے جو حدیث سنی یاد کرلی۔ لکھا بھی تو یاد کرنے کے لئے لکھا اور پھر اسی مسودے کو ضائع کر دیا۔ راویوں کی جرح و تعدیل کا اس وقت نام و نشان بھی نہ تھا اور نہ چند

ورقہ بن نوفل اور آغاز وحی

(زہری کی روایت کی روشنی میں)

از علامہ تمنا عمادی

صحیح بخاری کا سب سے پہلا باب کیف کان بداء الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی ابتداء کس طرح ہوئی ؟ اس باب کی تیسری حدیث کو ملاحظہ فرمایئے ۔ جس کو امام بخاری ۔ یحیی ابن بکیر سے وہ لیث بن سعد سے اور لیث عقیل ایلی سے اور وہ ابن شہاب ابن زہری سے ، اور وہ عروہ بن زبیر سے اور وہ حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں ۔ یحیی بن بکیر اور لیث بن سعد دونوں تو مصری ہیں ۔ لیث تو دراصل اصفہانی تھے ۔ قریش کے آزاد کردہ غلاموں میں سے تھے (تہذیب التہذیب جلد ۸ صفحہ ۴۵۹) ۔ اسی طرح یحیٰ ابن بکیر بھی قریش کے آزاد کردہ غلام تھے باوجودیکہ بخاری و مسلم دونوں ان سے روایت کرتے ہیں ۔ مگر ابن حجر اس کا اعتراف کرتے ہیں کہ ابو حاتم کا قول ہے کہ ان کی حدیثیں لکھ لی جائیں ۔ مگر وہ سند و حجت نہیں ہیں امام نسائی نے ان کو ضعیف اور غیر ثقہ کہا ہے امام مالک کے کاتب حبیب بن ابی حبیب جو مشہور وضاع و کذاب اور مفتری تھا ۔ اس کے یہ شاگرد تھے اور اسی کے ذریعے سے موطا کی روایت کیا کرتے تھے ، اور امام مالک کی طرف منسوب کر کے ایسی ایسی حدیثیں روایت کیا کرتے تھے ، جن کو ان کے سوا اور کوئی روایت نہیں کرتا تھا ۔ امام بخاری نے خود تاریخ صغیر میں لکھا ہے کہ ابن بکیر جو تاریخی باتیں اہل حجاز سے روایت کرتے ہیں میں ان کی نفی کرتا ہوں ، (تہذیب التہذیب جلد ۱۱ صفحہ ۲۳۸) ۔ اور ابن حجر عقیل بن خالد بن عقیل کو حضرت عثمان رضی عنہ کا آزاد کردہ غلام لکھتے ہیں ۔ مگر یہ نہیں ان کے باپ خالد بن عقیل آزاد کردہ غلام ہوں گے ۔ یہ ابن شہاب زہری کے ہموطن یعنی مقام ایلہ کے رہنے والے تھے اور زہری کے خاص شاگردوں میں تھے اور زہری سے ایسی ایسی حدیثیں روایت کرتے تھے جنھیں ان کے سوا کوئی دوسرا روایت نہیں کرتا تھا ۔ اور یہی حدیث کو ابن شہاب زہری سے روایت کر رہے ہیں ۔

ابن شہاب زہری والے مضمون میں تہذیب التہذیب کی عبارت ، بحوالہ جلد و صفحہ